حافظ شفیق الرحمٰن

امریکہ اور توہین رسالت ﷺ ایکٹ

مغربی حلقوں کے خفی وجلی دباؤ اور "پراسرار" سیاست دان ملک غلام جیلانی کی دختر بلند اختر عاصمہ جیلانی کی پراسرار سرگرمیوں کے نتیجے میں سلامت مسیح کے پاکستان سے "محفوظ فرار" کے بعد امریکہ نے توہین رسالت ایکٹ کے حوالے سے ڈائریکٹ ڈکٹیشن دینا شروع کر دی ہے۔ توہین رسالت ایکٹ مغرب کے کلیجے میں خنجر کی طرح ترازو ہے۔ جب بھی کج فکری کا شکار کوئی پاکستانی توہین رسالت کے ناقابل معافی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو مغربی میڈیا اس کا وکیل صفائی بن کر چیخنا' چلانا' رونا دھونا اور بلبلانا شروع کر دیتا ہے اور مغرب کے اسلام دشمن یہودی سرمایہ کاروں کے سرمائے پر این جی اوز کی ہٹی چلانے والے سوداگروں کو بھی اختلاج قلب اور درد قولنج محسوس ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ مغرب چاہتا ہے کہ راجپال' تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی جب چاہیں اپنے اندر کی خباثتیں اور ضمیر کی سیاہیاں قرطاس پر انڈیلتے رہیں۔ انہیں کوئی غازی علم الدین شہید روکے نہ ٹوکے۔ علامہ اقبال اور قائداعظم سے بڑا روشن خیال' فکری اور سیاسی رہنما کون ہوگا؟ انہوں نے غازی علم الدین کے موقف اور اقدام کو درست اور اسے منجانب حق سمجھتے ہوئے اس کی قانونی' اخلاقی اور عدالتی معاونت کی۔ قائداعظم اور علامہ اقبال کا غازی علم الدین کے لیے نرم گوشہ رکھنا اور اس کی قانونی جنگ لڑنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ بانی پاکستان اور مصور پاکستان دونوں توہین رسالت کو ناقابل معافی جرم سمجھتے تھے۔

قائداعظم نے ایک سے زیادہ مرتبہ یہ بات کہی اور ببانگ دہل کہی کہ "ہم پاکستان کا مطالبہ فقط زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کر رہے بلکہ ہم تو اس خطے کو اسلامی قوانین اور ضابطوں کی تجربہ گاہ بنانا چاہتے ہیں"۔ قائداعظم کے اس فرمان کے بعد ہمارے ترقی پسند دانشور چاہیں تو دور کی کوئی کوڑی لاتے ہوئے قائداعظم کو بھی کٹھ ملا قرار دے دیں۔ ستم ظریفی ملاحظہ کیجئے کہ جو شخص بھی دینی اقدار' روایات' تعلیمات اور شعائر کا تمسخر اڑائے' وہ ترقی پسند' لبرل' ماڈرن اور روشن خیال ہے اور جو ملت اسلامیہ کے بدن سے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکالنے کی سازش کے خلاف نالۂ احتجاج بلند کرے وہ

رجعت پسند' بنیاد پرست' دقیانوسی' تاریک خیال اور جنونی ہے۔

کہتے ہیں کہ یورپ کا مذہب ''آزادی'' ہے۔ ہوس کی آزادی' دشنام طرازی کی آزادی' الزام تراشی کی آزادی' غلام سازی کی آزادی' چھوٹے ملکوں میں جارحیت اور دہشت گردی کی آزادی' مشرقی اقدار کو پامال کرنے کی آزادی' اسلام کی انسانیت ساز تعلیمات کا مذاق اڑانے کی آزادی...... مغرب جب چاہے' جہاں چاہے' جیسے چاہے' جب تک چاہے' کھل کھیلے...... کوئی صدائے احتجاج نہ بلند کرے...... صیاد کو آزادی ہے کہ وہ آزاد پرندوں کو زیر دام لا کر ان کی آزادی سلب کرے اور ان کی شہ رگ' لبرلزم کی چھری سے کاٹ کر رکھ دے' لیکن زخمی اور نیم بسمل پرندوں کو تڑپنے' پھڑکنے اور پھڑپھڑانے کی بھی آزادی نہیں...... باؤلے کتوں کو شریف شہریوں پر بھونکنے اور معصوم رہگیروں کو کاٹ کھانے کی آزادی ہے لیکن باؤلے کتوں کو کچلہ دینے اور انہیں نمدا باندھنے کی آزادی نہیں۔ کیونکہ اس سے مذکورہ معزز کتوں کے کاٹ کھانے اور بھونکنے کے بنیادی اور پیدائشی ''حقوق'' پر زد پڑتی ہے......

امریکہ اور مغربی حلقے توہین رسالت کے جس قانون کی آڑ لے کر اتنا شور شرابہ پیدا کر رہے ہیں اور ہلا گلا مچا رہے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ اس قانون کے نفاذ سے تمہیں کیا تکلیف ہے؟ اس قانون کا نفاذ ایک ایسے ملک میں ہو رہا ہے جہاں 97 فیصد آبادی مسلمان ہے۔ یہ ملک اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ یہ معاشی' سماجی اور جدلیاتی مسائل کا ناٹک تو 1970ء کے بعد رچایا گیا۔ روٹی تو ہندوستان کے مسلمان کو یوپی' سی پی' بہار' دکن' مشرقی پنجاب اور بنگال میں بھی مل رہی تھی...... پاکستان امریکہ کی طرح مہم جوؤں اور طالع آزماؤں کی حادثاتی دریافت نہیں۔ یہ تو بقول قائداعظم یہاں کے مسلمانوں کا فطری مطالبہ تھا اور ہے۔ اس پر ''احتجاج'' اگر ملک کے اندر موجود چند جنونی مغرب پرست کر رہے ہیں تو ان کی تعداد انگلیوں کی پوروں سے بھی کم ہے......

یہ تو بتائیے کہ جب سے یہ قانون منظر عام پر آیا ہے' سلمان رشدی اور راجپال کے کتنے پیروکاروں کی دریچوں پر صلیبیں آویزاں کی گئی ہیں؟ کتنے سلامت مسیحوں کو تختہ دار پر لٹکایا گیا ہے؟ رشدی' تسرینیں اور راجپال آج جیلوں کی کال کوٹھڑیوں اور پھانسی گھاٹ کے ڈیتھ سیلوں میں روسو کے ''اعترافات'' لکھنے میں مصروف ہیں؟ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مٹھی بھر مغرب پرستوں اور امریکی چنڈو خانے کے ان طاغوتی چوہوں کے نزدیک کسی بھی ''انسان کا سب سے بڑا بنیادی حق'' توہین رسالت کرنا ہے۔ توہین رسالت ایکٹ کی وجہ سے ذہنی اور فکری عدم توازن کے شکار یہ دانشور اپنے اس بنیادی حق سے محروم ہو رہے ہیں اس لیے وائٹ ہاؤس کے مندر میں براجمان آزادی کے مندر کے ''چیف پروہت'' کو مدد کے لیے پکار رہے ہیں۔

ان امریکہ پرستوں کو کیوں بھول گیا ہے کہ انسانی حقوق کا چیمپئن یہ وہی انکل سام ہے جس نے 20 لاکھ ویتنامیوں (کمیونسٹوں) کو موت کے گھاٹ اتارا' 25 لاکھ کو اپاہج' لولا لنجا اور بیکار بنا دیا۔ 70 ہزار کے اعضا کاٹ ڈالے' ایک ویتنامی گوریلے کو ختم کرنے کے لیے اوسطاً دو ہزار سات سو گولیاں

چلائیں۔ 56 فیصد باغوں اور 80 فیصد گھروں کو جلا کر راکھ کر دیا...... جی ہاں بنیادی انسانی حقوق کا پرچم بردار یہ وہی امریکہ ہے جس کے 6 لاکھ فوجیوں نے ہر ویتنامی عورت کی عصمت کئی کئی بار لوٹی...... اڑھائی لاکھ شیر خوار بچوں کو ہلاک کر دیا...... انسانی عظمت کے اس اکلوتے ٹھیکیدار ہولڈر نے معصوم شہریوں کو لقمہ اجل بنانے کے لیے کئی سال تک روزانہ کئی لاکھ من نیپام بم کھیتوں' بازاروں' کھلیانوں اور وادیوں پر گرائے......

امریکی گماشتوں اور سامراج کے زلہ رباؤں کو شور ڈالنے دیں۔ ان کے شور ڈالنے سے کیا ہوتا ہے۔ پاکستان دشمن طاقتیں لاکھ چاہیں--- لاکھ ایڑی چوٹی کا زور لگائیں--- بھارت کے سیکولر مزاج رکھنے والے نام نہاد "علماء" کی کتابوں کے کروڑ حوالے دیں--- پاکستان کے چودہ کروڑ عوام اور عالم اسلام کے ایک ارب انسانوں کی عظیم قوت اس ایکٹ کی پشت پناہ ہے۔ روشن خیالی کی تھالی کے بینگو! لڑھکتے رہو! یوں تو بہت جمہوریت کی باتیں کرتے ہو۔ جاؤ' حکومت کو دعوت دو کہ اس ایکٹ کے موضوع پر ریفرنڈم کروالے۔ 14 کروڑ شمع رسالت کے پروانے اس ایکٹ کی حمایت میں رائے دیں گے۔ اس سے بڑا جواز کسی قانون کی بقاء کے لیے اور کیا ہو سکتا ہے۔ سچ کہا ہے دفتر خارجہ کے ترجمان نے...... "ہر ملک خودمختار ہے کسی دوسرے ملک کے قوانین کے بارے میں کوئی ملک مداخلت نہیں کر سکتا۔ توہین رسالت کا قانون قرآن وسنت کی روشنی میں ہے۔ ہم اس کے بارے میں کسی اور سے ڈکٹیٹ کیسے ہو سکتے ہیں"۔ اب اس دوٹوک جواب کے بعد امریکہ کو بھی ہوش کے ناخن لینا چاہئیں۔ اگر سرخ سامراج کے 16 ٹکڑے ہو سکتے ہیں تو امریکہ کے بھی 510 ٹکڑے ہونا بعید از امکان نہیں--- نشہ قوت میں سرشار بڑی طاقت کی ہیبت...... لینن کے مجسمے اور دیوار برلن کی طرح پاش پاش بھی ہو سکتی ہے اور بقول سید مودودی اکیسویں صدی کا آغاز امریکی غلبے کے خاتمے اور اسلام کی برتری سے ہوگا۔ حکومتی ایوانوں میں متمکن لیگی سیاست دانوں کو اس ایشو پر واضح موقف اپناتے ہوئے امریکی حکومت کو بتا دینا چاہیے کہ توہین رسالت ایکٹ ایمل کانسی نہیں کہ اس کے بارے میں فیصلے کا حق تمہیں دے دیا جائے۔